69

اسلام کی وجہ سے کوئی شرمندہ نہیں ہوسکتا

(فرمودہ ۳/اگست ۱۹۱۷ء)

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے لئے ایک ایسا دین نازل فرمایا ہے کہ جس پر چلنے کی وجہ سے ہمیں کسی مجلس اور کسی مقام پر کسی تذکرہ کے دوران میں اس طرح ذلّت نہیں اٹھانی پڑتی جس طرح دوسرے لوگوں کو جنہوں نے اپنے عقلی ڈھکونسلوں سے مذہب بنائے ہیں۔ یا الٰہی مذہب کو اپنی تحریفات سے گھناؤنا بنا دیا ہے۔ اگر ہم بھی اسلام کو ایسا ہی کر دیتے یا اسلام ایسا ہی ہوتا تو ہمیں بھی ہر مقام پر شرمندہ ہونا پڑتا۔ مگر اسلام کی کوئی بات ایسی نہیں جس پر وہ شخص جو عقل رکھتا ہو۔ ضد و تعصّب سے الگ ہو۔ اعتراض کر سکے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم الحمد سے شروع کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن کی کوئی تعلیم ایسی نہیں۔ جس پر ایک قرآن کے سچّے پیرو کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اور اسکے منہ سے خدا کی تعریف نہ نکلے۔ اگر کوئی اعتراض کرے تو اسکا زبردست جواب بھی اسی جگہ ملے گا۔ قرآن کو لیکر دہریوں میں چلے جاؤ۔ قرآن کو لیکر عیسائیوں اور یہودیوں میں چلے جاؤ قرآن کو لیکر سکھوں اور آریوں میں چلے جاؤ۔ غرض قرآن کو لیکر تمام مذاہب کے پاس چلے جاؤ۔ کہیں بھی اسکی کسی تعلیم کی وجہ سے تم شرمندہ نہیں ہوسکو گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایسی کامل تعلیم رکھی ہے اور ایسے پاک اور اعتراضوں سے بالا مسائل بیان فرمائے ہیں کہ ان پر کوئی اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ اسلام کے خطرناک دشمن بیسیوں سال کی کوشش اور تلاش کے بعد کوئی اعتراض کرتے ہیں۔ مگر

اسے چھوٹی سی کتاب میں اس کا ردّ موجود ہوتا ہے۔ پھر کسی لمبی تحریر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے اشاروں میں ہی وہ بات حل ہوتی ہے۔

پس اسلام ہی ایک ایسا پاک مذہب ہے کہ اسکے کسی عقیدہ کو بیان کرتا ہوا انسان کہیں شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ عبادات کے بیان میں شرمندگی نہیں۔ عقائد ایسے صاف اور پُر حکمت ہیں کہ ان کے بیان کرنے میں ہمیں ایک ذرہ بھر شرمندگی نہیں۔ اعمال کو لو یا کسی اور تعلیم کو لو۔ خدا کے ساتھ انسان کے کیسے تعلّقات ہوں۔ بڑوں کے ساتھ کیسے تعلقات ہوں۔ اور چھوٹوں کے ساتھ کیسے۔ اسی طرح سیاسی تعلیم کو لو۔ غرض کسی پہلو کی تعلیم ہو۔ دشمن کو اس پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

لیکن دیگر مذاہب کی یہ حالت نہیں بلکہ اسکے برعکس ہے۔ وہ اپنی تعلیم کو سمجھدار لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ انکی باتیں لوگوں کو ان پر ہنسی کا موقعہ دیتی ہیں۔ مثلاً عیسائی ہیں وہ کہتے ہیں کہ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس تینوں مل کر ایک خدا ہوئے اور تینوں الگ الگ بھی خدا ہیں۔ مگر یہ کہاں کا حساب ہے کہ تین مل کر ایک ہوتا ہے؟ کیونکہ کسی کی عقل میں اس کی بات کا آنا تو الگ رہا۔ خود اسکی عقل میں بھی نہیں آ سکتی اور کسی طریق سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ غرض ہر مجلس میں خواہ وہ عالموں کی ہو یا جاہلوں کی۔ انکی اس بات پر ہنسا جائے گا۔

اسی طرح ہندو مذہب والا ہے۔ وہ بھی اپنے مذہب کے عقائد کو صاف طور پر اور بلا کسی قسم کی ہچکچاہٹ کے بیان کر سکے یہ ممکن نہیں۔ مثلاً تناسخ کا مسئلہ ہے یا نیوگ کا۔ جب نیوگ کا مسئلہ اوّل اوّل ظاہر کیا گیا تو آریوں نے اس پر بڑا فخر کیا۔ مگر جب حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی حقیقت کھول کر رکھ دی تو اب اس پر کبھی تقریر نہیں کرتے اور نہ اسے علی الاعلان پیش کرتے ہیں۔ مگر اسلام کی کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جسکو چھپانے کی ضرورت پڑے۔ یا جس کے اظہار پر شرمندگی دامنگیر ہو۔ دوسرے مذاہب کو یہ فخر حاصل نہیں ہے۔

مفتی صاحب نے ایک پادری کے متعلق لکھا ہے کہ اس سے میری گفتگو ہو رہی تھی۔ اور وہ رومن کیتھولک تھا۔ اس گفتگو کو سُن کر ایک دوسرا شخص مفتی صاحب

کو الگ لے گیا۔اور کہا کہ آپ نے اس پادری کی خوب خبر لی ہے۔مگر میں آپ کو ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔اور وہ یہ کہ آپ جانتے ہیں۔یسوع بے گناہ تھے۔اور باقی سب انسان گنہگار تھے۔اس لئے گنہگار کی نجات بے گناہ کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے۔مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گناہ گار تھے۔انکے ذریعہ تو نجات ہو نہیں سکتی۔اس لئے نجات دہندہ یسوع ہی ہوا۔اس پر مفتی صاحب نے وہی حربہ چلایا جو ہمارا مشہور حربہ ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ آدم نے جو گناہ کیا اس کا ذریعہ حوّا ہوئی تھی یا نہیں؟ اور اگر مرد حضرت آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے گنہگار ہیں تو عورت جو حوّا کی قائم مقام ہے کیوں گنہگار نہیں۔پس مسیح صرف عورت کے بطن سے ہونے کی وجہ سے ضرور گنہگار ہوئے مفتی صاحب کا یہ کہنا تھا کہ وہ سرپٹ دوڑا۔مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ میں بھی اسکے پیچھے پیچھے چلا۔وہ ایک مجمع میں جا گھسا اور بمنّت کہنے لگا۔آپ جانے دیجئے۔

ایک اور پادری صاحب کے متعلق مفتی صاحب نے مزیدار گفتگو لکھی ہے جو بالکل لاجواب ہوگیا۔

تو یہ بہت بڑا فرق ہے۔اسلام اور دوسرے مذاہب میں۔دیکھو وہی یورپ جو زمین و آسمان کے قلابے ملا رہا ہے۔اور جس نے ہمارے جاہل۔نادان اور وحشی نام رکھے ہیں جو دنیاوی علوم میں ہمیں بہت عرصہ تک بہت کچھ سکھا سکتا ہے۔مگر وہی کتاب جس کو نادانوں نے تیرہ سو برس کی پرانی کتاب کہا۔جب وہ لیکر ہم اہلِ یورپ کے سامنے جاتے ہیں تو اس کو ادب کے ساتھ اپنے زانو ہمارے سامنے تہ کرنے پڑتے ہیں۔اور جو دنیاوی علوم میں ہمارے استاد بنتے ہیں دینی علوم میں اس کتاب کے ذریعہ ہمارے شاگرد بننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

پس اسلام اور قرآن کی کوئی بات حمد سے خالی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کو الحمد سے شروع کیا گیا ہے۔واقعہ میں کوئی شخص قرآن کو ہاتھ میں لے کر ناکام اور نامراد نہیں ہوسکتا۔مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اسکو چھوڑ دیا۔اب حضرت مسیح موعود کا طفیل ہے کہ ہمیں قرآن کا علم ملا ہے۔ورنہ پہلے قرآن ہی تھا کہ جسے مولویوں نے غیروں کو دکھانے تک سے منع کر دیا تھا تا کہ نہ کوئی دیکھے اور نہ ان سے کچھ پوچھے۔اور اگر کوئی مسلمان بھی پوچھتا تو بجائے اسکے کہ اسے جواب دیتے کہتے

کہ تُو کافر ہو گیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسا دین عطا فرمایا جس کی طرف منسوب ہونے سے ہم شرمندہ نہیں ہیں۔ پھر اس کا یہ بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے ہم میں ایک انسان مبعوث فرمایا جس نے اس کے مغز کو بتایا۔ اور جس کے باعث ہم ہر جگہ کامیاب ہیں۔

(الفضل ۱۸ /اگست ۱۹۱۷ء)